10 روزہ
اصلاح المسلمین
شمارہ نمبر 6 : یکم مئی 2018
شعبان
نارتھ کراچی
جامعہ اسلامیہ فاروقیہ
دورِ اسلاف اور طرزِ تجارت
سلف صالحین اور حقوق العباد
بیچنے والے کے ساتھ خیر خواہی
سعادت مند بیوی
بازاری پکوان کھانا
جہنم میں لیجانے والے اعمال
نظام خانہ کیلئے ضروری دستور العمل
فری PDF رسالہ
کے لئے وٹس ایپ کریں
+923018286712
+923322552943

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک گذارش

۱۰روزہ اصلاح المسلمین کی پی ڈی ایف فائل اپنے کم ازکم بیس احباب کو بذریعہ وٹس ایپ، فیس بک، میسینجر، گوگل ڈرائیو۔ افادہ عام اور صدقہ جاریہ کی نیت سے ضرور شیئر کریں۔

دس روزہ اصلاح المسلمین کی پی ڈی ایف فائل کو حاصل کرنے کے لیے:

جامعہ اسلامیہ فاروقیہ نارتھ کراچی کے فیس بک پیج کا لنک:

Www.facebook.com/JifSec9

ایڈیٹر دس روزہ اصلاح المسلمین کے فیس بک کا لنک:

Facebook.com/This.Is.H.Qureshi

معروف پبلشنگ ویب سائیٹ ایشوو کا لنک:

Https://issuu.com/hameedqurashi

معروف پبلشنگ ویب سائیٹ کا لنک:

Https://archive.org/details/@hameed_qureshi390

القرآن

عصبیت کی جڑیں کاٹ دو

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿الحجرات:١٠﴾

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، اس لیے تم اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔(سورۃ الحجرات:10)

فائدہ: مسلمانوں پر ایک دوسرے کی جان، مال، عزت آبرو کی حفاظت بلا امتیاز فرض اور مذکورامور میں کوتاہی سخت حرام ہے۔ اسی قانون کا نام شریعت میں اخوت اسلامی ہے۔ اس کی ضد عصبیت ہے اور وہ مسلمانوں کا قومی، لسانی، صوبائی یا خاندانی بنیادوں پر دشمنی کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو عصبیت کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت پر مارا جائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (سنن ابوداؤد)

الحدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس آدمی نے اس حال میں رات گزاری کہ وہ حلال مال کی طلب کے باعث تھکا ہوا تھا، تو اس نے اس حال میں رات گزاری کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی تھا۔ (اصلاح المال لابن ابی الدنیا،ص:242)

تشریح: اس حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہوئی کہ طلب حلال کے سلسلے میں تھکان، موجب رضائے خدا تعالیٰ ہے۔

عرضِ مدیر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔! رسالہ کی پی ڈی ایف فائل اپنے احباب کو ضرور بھیجا کریں۔ تا کہ صدقہ جاریہ کا سلسلہ قائم ہو سکے۔ اس کے علاوہ عرض یہ کرنا ہے کہ اپنے معاملات کو سیدھا اور کھرا کرلیں۔ کھرا سودا کریں۔ نقد اور فوری ادائیگی کریں۔ بلاوجہ تاخیر کرکے خود کو مقروض نا بنائیں کہ زندگی اور مال دونوں کا کوئی بھروسہ نہیں۔ گرمیوں کے اس موسم میں انسانوں، جانوروں اور پرندوں کا خاص خیال رکھیں۔ سایہ، شیڈ، ٹھنڈے پانی کو عام کریں۔

اللہ تعالیٰ سے جو کچھ دوسرے مسلمانوں کے لئے مانگا جائے، وہ مانگنے والے کو خود بخود مل جاتا ہے، آئیے! ہم اللہ تعالیٰ سے سب مسلمانوں کے لئے "مغفرت" مانگیں اور اُمید رکھیں کہ اس عمل کی برکت سے ہمیں "مغفرت" کا عظیم تحفہ مل جائے گا۔

- رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ
- اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ
- اَللّٰھُمَّ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنَاتِ
- اَللّٰھُمَّ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِاَھۡلِیۡ

وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنَاتِ وَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ الۡمُسۡلِمَاتِ اَلۡاَحۡیَاءِ مِنۡھُمۡ وَ الۡاَمۡوَاتِ

حضور اقدس ﷺ کی امت سے محبت کریں، اور اپنے دل میں اُن کے لئے خیر خواہی جگائیں، اُن کے لئے صبح شام اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں، کسی گاڑی میں بیٹھیں تو گاڑی میں موجود تمام مسلمانوں کے لئے استغفار کریں، کیونکہ عارضی پڑوسی کا بھی حق ہوتا ہے، مسجد میں جائیں تو تمام نمازیوں کے لئے استغفار کریں، یہ عادت نصیب ہوگئی تو خیر کے بہت سے دروازے کھل جائیں گے۔ ان شاءاللہ

والسلام

مولوی حمید الرحمٰن قریشی چیف ایڈیٹر ١٠ روزہ اصلاح المسلمین

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ حمید الرحمٰن قریشی، کراچی والے مولوی صاحب، جامعہ اسلامیہ فاروقیہ، سیکٹر ۹، نارتھ کراچی۔ کراچی پاکستان

مال و دولت نعمت بھی زحمت بھی

از افاضات حکیم الامت علیہ الرحمہ
محمد زید۔ ہتورا، باندہ۔ انڈیا

اسراف کی تعریف اور اس کے حدود

اسراف اس خرچ کو کہتے ہیں جس میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ عرض کیا گیا کہ اسراف کی حد کیا ہے؟ فرمایا جو اجازت شرعی کے خلاف خرچ ہو وہ اسراف ہے خواہ بظاہر نیک ہی کام ہو، مثلاً جس پر بیوی بچوں کا نفقہ واجب ہو اس کو سارا مال خیرات کر دینا (یا دعوتوں میں پیسہ اڑانا) اسراف ہے۔ اور کھانے پینے میں وسعت کرنا بشرطیکہ کسی حد شرعی سے تجاوز لازم نہ آئے اسراف میں داخل نہیں۔ (حسن العزیز ۱/ ۶۶)

سامان خریدنے میں اسراف

اسراف کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ جب کوئی چیز خریدنا چاہو تو سوچ لو کہ ضرورت ہے یا نہیں اگر فوراً ضرورت ذہن میں آجائے تو خرید لو، اگر فوراً ضرورت ذہن میں نہ آئے تو نہ خریدو۔ کیونکہ جس ضرورت کو آدھے گھنٹہ تک سوچ سوچ کر پیدا کیا جائے وہ ضرورت نہیں اور اگر دل میں بہت ہی تقاضا (اس شئے کے خریدنے کا) ہو اور معتد بہ (قابل اعتبار) ضرورت سمجھ میں نہ آئے تو ایسی صورت میں چیز خرید لو اور اطمینان سے بیٹھ کر سوچتے رہنا اگر اسراف نہ ہونا محقق ہو جائے تو رکھ لو، ورنہ خیرات کر دو، ضرورت کی دو قسمیں ہیں، ایک تحصیل منفعت (یعنی آرام دہ اور نفع بخش) دوسری دفع مضرت (جس سے تکلیف دور ہو)۔ (ارضاء الحق ص: ۱۲۳، ملحقہ تسلیم ورضاء)

نظام خانہ کیلئے ضروری دستور العمل

گھر کا نظام چلانے کیلئے ضروری دستور العمل اور فضول خرچی و اسراف سے بچنے کی آسان تدبیر پیش خدمت ہے۔ امراء کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے جس سے اسراف سے نجات ہو اور انتظام درست ہو، سب سے پہلے اپنے اسباب (سامان) کا انتخاب کریں کہ کون سا ضروری ہے اور کون سا فضول ہے (کیونکہ) گھر میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ بیکار رکھی رہتی ہیں، عمر بھر کسی کام میں نہیں آتیں، لہٰذا سب سے پہلے گھر کا انتخاب کرو، جتنی چیزیں کام میں آتی ہوں رہنے دو، اور جتنی کام میں نہ آئیں خارج کر دو، یا بیچ دو، یا مسکین کو دے دو، نفلی صدقہ دینے کی ہمت نہ ہو تو زکوٰۃ میں دے دو۔

اور فضول خرچی نہ ہونے کی میں ایک اور ترکیب بتلاتا ہوں وہ یہ کہ گھر کا معائنہ کیا کرو، گھر میں بہت سی ایسی چیزیں دیکھو گے جو سڑ رہی ہیں، کسی کو دیمک لگ رہی ہے پس ایسی چیزوں کو اپنی ملک سے الگ کرو، تاکہ گھر میں رونق ہو، ایک دفعہ ایسا کر لو گے تو آئندہ ایسی چیزیں کبھی نہ خریدو گے۔ ایک بات یہ ہے کہ روزمرہ کی معاشرت میں یہ مقرر کر لو کہ جو کام کرو سوچ کر کرو، بے اَمل (یعنی بغیر غور فکر) کے مت کر ڈالو۔ اور ایک بات یہ کہ کسی کے کہنے سے کوئی کام مت کرو، بس اپنی رائے پر عمل کرو۔ (التبلیغ ۱۵/ ۱۱۳)

سال بھر کے خرچ کا انتظام

الحمد للہ سال بھر کا خرچ ہمیشہ میرے پاس جمع رہتا ہے اس سے اطمینان رہتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو سال بھر کا خرچ دے دیا کرتے تھے۔ (مسلم شریف جلد ۲) امام غزالیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ سال بھر کا خرچ ذخیرہ کرنا توکل کے خلاف نہیں۔ (حسن العزیز)

اکٹھی خریداری خلاف مصلحت ہے۔

فرمایا میرے اصولوں میں سے ہے کہ اکٹھی چیز مت خریدو چاہے گراں (مہنگی) ہو جائے جس وقت ضرورت ہو لے لو، کیونکہ زیادہ موجود ہونے پر خوب صرف (زیادہ خرچ) ہوتی ہے۔ (حسن العزیز ۲/ ۱۹۲) حتی الامکان دور سے چیزیں نہ منگائے اس میں بہت دقتیں ہیں۔ (حسن العزیز ۲/ ۱۹۲)

اہم ہدایت:

جنس (یعنی غلہ آٹا دال چاول) ناپ تول کر پکاؤ، ہندوستانی عورتوں کی طرح اندھادھن مت پکاؤ کہ آٹھ دن کا غلہ چار ہی دن میں ختم ہو جائے لیکن بچے ہوئے کو مت ناپو تو لو، اس میں بے برکتی ہوتی ہے۔ (تعلیم الدین ص: ۴۴)

بازاری پکوان کھانا:

بازار کی روٹی (اور دوسری کھانے والی چیزیں) منظر عام پر رکھی جاتی ہیں اور ہر قسم کے لوگ اس کو دیکھتے ہیں ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ روٹی (اور کھانے والی چیز) کو دیکھ دیکھ کر ان کا دل للچاتا ہے اور پاس میں کچھ نہیں ہوتا، اس لیے پریشان ہوتے ہیں، اور بعض لوگ قحط زدہ ہوتے ہیں، ان کا دل روٹی کو دیکھ کر لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور خالی ہاتھ ہونے سے (یعنی پاس میں پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے) کھا نہیں سکتے، بس دل ہی دل میں گھٹ کر رہ جاتے ہیں تو یہ بازار کی روٹی مسلمانوں کے دل پریشان ہونے کا سبب ہے، اور اس سے مسلمانوں کا دل دکھا ہے، وہی روٹی جس نے مسلمانوں کا دل دکھایا ہے اس کو تم کھاتے ہو؟ ایسی حالت میں علم دین کا نور اور برکت تمہیں کیسے حاصل ہوگی۔ (اس لیے بغیر ضرورت کے بلا وجہ محض شوق میں بازاری چیزوں کے کھانے سے بچنا چاہئے گو مکروہ اور ناجائز نہیں ہے)۔ یہ ہے اہل خصوصیت (یعنی بڑے درجہ کے لوگوں) کا تقویٰ، قوم کے اصل ہمدرد یہ حضرات ہیں۔ (التبلیغ احکام المال ۱۵/ ۸۴)

دورِ اسلاف اور طرزِ تجارت

منقول ہے کہ ایک بُزرگ جو ''واسط'' (عراق کے مشرقی حصے میں واقع ایک شہر) کے مقام پر تھے انہوں نے گندم سے بھری ایک کشتی بصرہ (عراق) شہر کی طرف بھیجی اور اپنے وکیل کو لکھا: جس دن یہ کھانا بصرہ پہنچے اُسی دن اسے بیچ دینا، اگلے دن تک تاخیر نہ کرنا۔ چونکہ وہاں بھاؤ (Rate) بڑھنے کے امکانات تھے تو تاجروں نے وکیل کو مشورہ دیا کہ اگر اسے جمعہ کے دن تک مؤخر کرلو تو دگنا نفع ہوگا۔ چنانچہ اس نے جمعہ تک وہ گندم فروخت نہ کی جس کی وجہ سے اسے کئی گنا فائدہ ہوگیا۔ جب وکیل نے خوشی خوشی یہ واقعہ مالک کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے اسے جواب لکھا: اے شخص! ہم اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے نفع پر ہی قناعت کرلیا کرتے ہیں مگر تم نے اس کے برخلاف کیا۔ ہمیں یہ پسند نہیں کہ اس میں کئی گنا (دنیوی) نفع ہو اور اس کے بدلے ہمیں دینی و اخروی نقصان پہنچے۔ لہٰذا جیسے ہی تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو فوراً وہ تمام مال بصرہ کے فقرا پر صدقہ کردینا۔ شاید ایسا کرنے سے میں ذخیرہ اندوزی کے گناہ سے برابر برابر نجات پاسکوں یعنی نہ تو میرا (اُخروی) نقصان ہو اور نہ ہی (دنیوی) فائدہ۔ (احیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، باب فی بیان العدل...... الخ، ۲/ ۹۳ ملخصاً)

مذکورہ بالا حکایت پاکیزہ تجارت اور اسلامی معاشی اقدار کی جو خوبصورت تصویر پیش کر رہی ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے اسلاف کا اندازِ تجارت اور طرزِ معیشت کس قدر اعلیٰ تھا۔ اسلامی تاریخ کے صفحات ایسے باکردار لوگوں کے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں جو نہ صرف اپنے ذاتی معاملات بلکہ تجارتی مصروفیات میں بھی صدق و امانت، عدل و انصاف تقویٰ و احسان، ایثار و بھلائی اور مسلمانوں کی خیرخواہی کو اپناتے ہوئے اسلام کے معاشی اصولوں پر کاربند رہے شاید اسی وجہ سے ان کے دور کی معاشی خوشحالی اپنی مثال آپ تھی، مگر افسوس! جیسے جیسے ان خوبیوں کی جگہ ظلم و جبر، فسق و فجور، ناانصافی، دروغ گوئی (جھوٹ)، فریب دہی (دھوکا)، مفاد پرستی، سُود خوری اور بدخواہی جیسی بُرائیاں مسلمانوں کے کردار میں پیدا ہوتی گئیں ان کی معیشت دن بدن زوال پذیر ہوتی گئی اور بالآخر تباہی کے اندھے کنویں میں جا پڑی۔ اگر آج بھی ہم قرآن و حدیث میں بیان کردہ حصول رزق کے طریقوں پر عمل کریں اور کسب و تجارت کے معاملے میں اپنے اسلاف کا طرزِ عمل اختیار کریں تو اپنی ذاتی زندگی کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے میں ایک شاندار خوشحالی لا سکتے ہیں اور معیشت کو ایک بار پھر عروج و استحکام نصیب ہوسکتا ہے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے، جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ (ادھورا) باقی نہ رہے اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟(پ۵، النساء:۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔

کسب حلال ایک فریضہ ہے

یاد رکھئے! کسب و تجارت کے ذریعے اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچوں وغیرہ کے لئے رزقِ حلال کا حصول اور اس کی طلب صرف انسانی ضرورت ہی نہیں بلکہ اہم ترین فریضہ بھی ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ

ترجمہ: حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

قرآن پاک میں جا بجا رزقِ حلال حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے فضل سے تعبیر کرتے ہوئے اس کی تلاش و جستجو جاری رکھنے کی ترغیب اور اس کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے آیئے اس ضمن میں پانچ فرامین خداوندی مُلاحظہ کیجئے۔

کسب حلال کی ترغیب پر مشتمل 5 فرامین باری تعالیٰ

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ (پ۳۰، النبا:۱۱)

ترجمہ: اور دن کو روزگار کے لئے بنایا۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ (پ۸، الاعراف:۱۰)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے، بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ۲، البقرۃ:۱۹۸)

ترجمہ: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پ۲۹، المزمل:۲۰)

ترجمہ: اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کرنے۔

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پ۲۸، الجمعۃ:۱۰)

ترجمہ: تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

کسب حلال کی فضیلت پر مشتمل 4 فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱. اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاء

سچا امانتدار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی ایاھم، ۵/۳، حدیث:۱۲۱۳)

۲. اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ

اللہ پیشہ ور (کام کاج کرنے والے) مومن کو پسند فرماتا ہے۔ (معجم الاوسط، ۶/ ۳۲۷، حدیث: ۸۹۳۴)

۳. مَنْ اَمْسٰى كَالًّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ اَمْسٰى مَغْفُوْرًا لَهٗ

جو اپنے ہاتھ کے کام سے تھک کر شام کرتا ہے وہ مغفرت یافتہ ہو کر شام کرتا ہے۔ (معجم الاوسط، ۵/ ۳۳۷، حدیث:۷۵۲۰)

۴. مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللهَ وَوَجْهُهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے اہلِ خانہ کے لئے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے حلال طریقے سے دُنیا طلب کی وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب البیوع والاقضیۃ،باب فی التجارۃ...الخ،۵/ ۲۵۸،حدیث:۷)

خیرخواہی کرنا مسلمان کا حق ہے۔

مفتی محمد جمال الدین قاسمی

صاحبِ مشورہ کے ساتھ خیرخواہی

نصح وخیرخواہی کا ایک اہم پہلو مشورہ بھی ہے کہ اگر کوئی مشورہ طلب کرے تو ان کو اچھے سے اچھا مشورہ دیا جائے،حدیث پاک میں مشورہ دینے والے شخص کو امانت دار کہا گیا ہے۔(حلیۃ الأولیاء: 6/190، تذکرہ سلام بن أبي مطیع)اس لیے مشورہ دیتے وقت خیرخواہی پورے طور پر ملحوظ رکھے، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

”جب میں اپنے پہلے شوہر کی عدت سے فارغ ہوگئی تو مجھے پیغام نکاح معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ عنہما دونوں نے دیا تو میں مشورہ کی غرض سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی ،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان دونوں کے پیغام کا ذکر کیا،اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عام طور پر سفر میں رہتے ہیں،یا وہ اپنی بیوی کو تنبیہ اور زجر وتوبیخ کرتے رہے ہیں،اس کے ساتھ خوش گوار زندگی مشکل سے گذرے گی اور جہاں تک معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات ہے تو وہ ایک محتاج وغریب آدمی ہیں،معاشی پریشانی تم کو لاحق ہوگی،اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کرلو،اولاً مجھے یہ مشورہ اچھا نہیں لگا،مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ ارشاد فرمانے پر میں نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کرلیا اور ان کے ساتھ میری ازدواجی زندگی واقعتاً بڑی اچھی رہی“۔ (مسلم،حدیث نمبر:1480،باب المطلقۃ ثلاثا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ پیغام دینے والوں کے عیب کا ذکر کیا ہے،لیکن مقصود چوں کہ مشورہ لینے والی صحابیہ کے ساتھ خیرخواہی کرنا تھا اور اس کے بغیر چوں کہ صحیح خیرخواہی نہیں ہوسکتی تھی،اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب ذکر کرنا پڑا اور پھر ایک تیسرے صاحب کی نشان دہی اور ایک گونہ اس کے ساتھ نکاح کرنے پر اصرار کرکے واقعتاً بہت بڑی خیرخواہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابیہ کے ساتھ کی تھی اور بعد میں ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مشورہ دینے کا اعتراف کرنا پڑا۔

بیچنے والے کے ساتھ خیرخواہی کا نادر نمونہ

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر تمام مسلمانوں سے خیرخواہی کی بیعت کی تھی اور وہ اس معاملہ میں کبھی چوکتے نہ تھے،ایک مرتبہ ان کے ایک وکیل نے تین سو درہم میں ان کے لیے گھوڑا خریدا،جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑا دیکھا تو محسوس ہوا کہ یہ تو چارسو درہم کے مساوی ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے کے مالک سے فرمایا کہ تم اسے چارسو درہم میں بیچنے پر راضی ہو؟اس نے کہا بالکل راضی ہوں،پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال ہوا کہ یہ تو پانچ سو کا لگتا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:اسے پانچ سو میں بیچو گے؟مالک نے رضامندی کا اظہار کیا،پھر ان کو خیال ہوا کہ یہ تو چھ سو درہم کا لگتا ہے،پھر اسی طرح کا سوال وجواب ہوا،پھر سات سو،پھر آٹھ سو تک پہنچے اور جس گھوڑے کی قیمت تین سو درہم طے ہو چکی تھی،بائع بھی تین سو درہم پر دینے کے لیے رضامند تھا،لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خیرخواہی کے خلاف سمجھا کہ جو گھوڑا آٹھ سو کا ہو،اسے صرف تین سو میں خریدا جائے،چنانچہ آپ نے بائع کو آٹھ سو درہم دے کر گھوڑا خریدا۔(تہذیب الأسماء واللغات:148/1،حرف الجیم)

خیرخواہی کا یہ اعلیٰ درجہ ہے،وہ حضرات اسی کے لیے پیدا کیے گئے تھے،ظاہر و باطن ان کا بالکل یکساں تھا۔

سامان خریدتے وقت حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز عمل

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کسی سے کوئی سامان خریدتے اور ثمن بیچنے والے کو حوالہ کر دیتے تو فرماتے:

"میں نے تم سے جو چیز خریدی ہے ظاہر ہے کہ وہ مجھے پسند ہے اور جو ثمن ہم نے تمہارے حوالہ کیا ہے وہ اس سامان کے مقابلہ میں مجھے محبوب نہیں ہے، اب تم کو ایک بار پھر غور کر لینا چاہیے کہ تم یہ سامان مجھ سے بیچنے پر راضی ہو یا نہیں؟ تمہیں اختیار ہے، چاہے اپنا سامان اپنے پاس رکھو یا سامان مجھے دے کر اس کا ثمن تم لے لو۔ (السنن الکبری، حدیث نمبر: 10451، باب المتبایعان بالخیار)

جہنم میں لیجانے والے اعمال

امام احمد بن حجر

غسل کا کوئی فرض چھوڑ دینا

(1)۔۔۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے جنابت سے غسل کرتے وقت اپنے جسم سے بال برابر جگہ دھونا چھوڑ دی اس کے ساتھ جہنم میں ایسا ایسا کیا جائے گا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: اسی لئے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کر لی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سر کے بال منڈوائے رکھتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الغسل من الجنابۃ، الحدیث: ۲۴۹، ص ۱۲۴۰)

(2)۔۔۔جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔ (جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، ماجاء ان تحت کل شعرۃ جنابۃ، الحدیث: ۱۰۶، ص ۱۶۴۳)

(3)۔۔۔محبوب باری تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے لہٰذا بالوں کو تر کر کے جلد صاف کر لیا کرو۔ (السنن الکبری للبیہقی، کتاب الطہارۃ، باب فرض الغسل وفیہ دلالۃ علی۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۴۹، ج ۱، ص ۲۷۶)

(4)۔۔۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! ہر بال پر جنابت ہوتی ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۴۸۵۱، ج ۹، ص ۴۱۶)

(5)۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اللہ عزوجل سے ڈرو اور اچھی طرح غسل کیا کرو کیونکہ یہ وہی امانت ہے جسے تم نے اٹھایا ہے اور انہی اسرار میں سے ہے جو تمہارے سپرد کئے گئے ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۴، ج ۲۵، ص ۳۶)

اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ
امام احمد بن حجر المکی الھیتمی

تنبیہ:

اس باب کی ابتدائی احادیث مبارکہ میں مذکور وعید کس قدر شدید ہے اسی بناء پر اس گناہ کا کبیرہ گناہوں میں سے ہونا واضح ہو گیا خصوصاً جب آپ یہ بات جان چکے ہیں کہ غسل کی تکمیل میں کوتاہی سے نماز کا ترک کرنا لازم آتا ہے۔

انوکھی شادی کا عبرت ناک حشر

آخری قسط
مفتی ناصر الدین مظاہری

شادی کی تاریخ طے ہوتے ہی فضل خرچی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، تاریخ لکھنے کے لیے سادے کاغذ یا سستے کارڈ کے بجائے سونے اور چاندی کی طشتریوں پر تاریخیں کندہ کرائی جاتی ہیں، تاریخ کے لیے مہنگے ہوٹلوں کی بکنگ ہوتی ہے، کھانے کے نام پر کھانے ہی کی توہین کی جاتی ہے، سنجیدگی و متانت کو خیرباد، سادگی کو سلام اور نمود و نمائش کو گلے لگا لیا جاتا ہے، ریا اور دکھاوے کے ہر ممکن طریقے اختیار کر کے غربت و مفلسی کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

بعض ظلمت زدہ اور بدعت زدہ علاقوں میں لڑکے والے لڑکی والوں سے کچھ ایسی فرمائشیں کرتے ہیں کہ اگر لڑکی والے مطلوبہ چیزیں یا مطلوبہ رقم پوری

نہیں کرتے تو رشتہ توڑ دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں، برادری میں ذلیل ورسوا کرنے کی بات کی جاتی ہے، عرف عام میں اس "بھیک" کو تلک وغیرہ کہا جاتا ہے، جو غیر اسلامی مشرکانہ رسم ہے۔

شادی کی تاریخ طے ہوتے ہی امیر گھرانوں میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان حائل پردہ کو نہ صرف ختم کرا دیا جاتا ہے، بلکہ لڑکے سے کہا جاتا ہے کہ اپنی ہونے والی بیوی کو کہیں سیر وسیاحت کے لیے لے جاؤ، تاکہ ایک دوسرے کا مزاج سمجھ سکیں اور آنے والی زندگی کو خوشگوار انداز میں چلانے کا لائحہ عمل طے کرسکیں۔ کیسی شرم وحیا، کیسی عفت وعصمت، کہاں کی تہذیب اور کیسی اسلامی ومشرقی تہذیب!! سب چیزوں کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔

شریعت کی تعلیمات کو دقیانوسی کہہ دیا گیا، اسلامی احکامات کو فرسودہ خیالی سے تعبیر کیا گیا، قرآنی ہدایات کو گئے گزرے وقتوں کی کہانی بتایا گیا، لیکن آج ہم جس تمدن اور معاشرت میں جی رہے ہیں وہاں نہ تو عفت وعصمت محفوظ رہی، نہ ہی حیا اور شرافت کا نام ونشان باقی رہا، اگر اسلام کہے کہ لڑکی بارہ سال کی ہوجائے تو اس کے والدین کو چاہیے کہ شادی کردیں تو اُسے ایک مدعا بنالیا جاتا ہے اور مختلف اعتراضات شروع کردیے جاتے ہیں، لیکن جب نفس واقعہ اور اصل تصویر سامنے آتی ہے تو پھر اسلام اور اسلامی تعلیمات کی خوبیاں نظروں کے سامنے آجاتی ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام بچیوں کے نکاح جس سادگی کے ساتھ کیے وہ سادگی ہمارے لیے قابل تقلید ہے، کسی بھی بچی کے نکاح کے موقع پر نہ تو دعوت نامے شائع ہوئے، نہ ہی بارات کی مروجہ رسوم کی نوبت آئی، نہ ہی بھیڑ بھاڑ جمع کی گئی، مہمانوں کی ضیافت کے لیے دیگیں نہیں کھنکیں، سارے مراحل اس طرح انجام تک پہنچے کہ قرب وجوار کے مخصوصین کو بھی بعد میں پتہ چلا کہ حضرت کی فلاں صاحب زادی فلاں صاحب کے ساتھ فلاں تاریخ کو منسوب ہوگئی۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم حضرت مولانا حبیب اللہ مظاہری چمپارنی مدظلہ مقیم مدینہ منورہ کی خدمت میں لندن کے دو بڑے تاجر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچوں کا نکاح پڑھا دیں؟ مولانا نے فرمایا سعودی حکومت کا قانون ہے کہ نکاح کا محکمہ شرعیہ میں اندراج ہوتا ہے اور وہاں کا قاضی نکاح پڑھا کر سند نکاح دیتا ہے! انہوں نے کہا کہ ہمیں سرکاری قاضی کی ضرورت ہے نہ ہی ہمیں ان سے سند نکاح حاصل کرنے کی حاجت، ہم لوگ تو یہ سوچ کر اپنے بچوں کو ساتھ لائے ہیں کہ کسی عالم دین سے سادگی کے ساتھ نکاح کرادیں گے اور لندن کے مہنگے ہوٹلوں میں شادی کے اندر جو فضول اخراجات ہوتے ہیں ان اخراجات سے ہم ہندوستان کی پچاس بچیوں کی شادیاں کرادیں گے، چناں چہ حضرت مولانا نے نکاح پڑھا دیا۔ (دعوۃ الصدق) لیکن آج شادی کی تیاریاں، بے جا رسوم، بارات اور باراتیوں کی عیاشیاں، کھانے پینے کے لوازمات اور ان کی ناقدری، کثیر مہر، نام ونمود کا شاہ کار ولیمہ، جس کے ساتھ "مسنونہ" لکھ کر گویا سنت نبوی کا تمسخر اور مذاق اڑایا جاتا ہے، جہیز اور تلک، غرض تقریباً سبھی چیزوں میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دور تک پتہ نہیں ہوتا۔

آج لڑکے والوں کی حریصانہ نظریں دوسروں کے مال ودولت پر ہیں، لڑکی کیسی ہی ہو، دین اور دین داری سے دور دور تک تعلق نہ ہو، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام تک سے ناواقف ہو، لڑکی والے بھلے ہی اسلام اور اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتے پھریں، لیکن جہیز کی کثرت، باراتیوں کی آؤ بھگت اور خاطر تواضع ہی معیار شادی بن چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضول خرچی اور نام ونمود کی جو قباحتیں ارشاد فرمائی ہیں اور شادی بیاہ کے سلسلہ میں جو راہ نما ہدایات ارشاد فرمائی ہیں جب تک ہم ان پر عمل پیرا رہیں گے قوم کا سر فخر سے بلند رہے گا اور جب ہم سنت سے کنارہ کشی اختیار کرلیں گے تو قدم قدم پر شرم وندامت اور خجلت وشرمندگی سے ہمارا سر جھکتا رہے گا۔

خواتین اسلام

سعادت مند بیوی

صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، آپ نے تمام عمر صرف دو چادروں میں بسر کردی ایک بیگھہ زمین تھی جس میں خود اپنے ہاتھوں سے کاشت کرتے تھے آپ کی غذا سردیوں میں باجرے کا دلیہ اور گرمیوں میں جو کا دلیہ تھی جس میں نمک بھی نہ ہوتا تھا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ حمید الرحمن قریشی، کراچی والے مولوی صاحب، جامعہ اسلامیہ فاروقیہ، سیکٹر ۹، نارتھ کراچی۔ کراچی پاکستان

ایک مرتبہ سلطان التمش نے پانچ سو روپیہ نقد، ایک دیہہ کی جاگیر کا فرمان، کچھ کپڑا، آٹا، شکر، گھی وغیرہ اپنے کوتوال کے ذریعہ بھیجا، انہوں نے اس خیال سے کہ دیکھیں میری اہلیہ شاہی عطیہ کے بارے میں کیا کہتی ہے گھر آ کر اہلیہ محترمہ سے پوچھا:

بادشاہ عہد پنج صد تنکہ نقرہ و فرمان یکدیہہ فرستادہ است تو چہ میگوئی بستائم؟

بادشاہِ وقت نے پانچ سو روپے اور ایک گاؤں کا فرمان بھیجا ہے تم کیا کہتی ہو آیا میں یہ ہدیہ لے لوں؟

آپ کی اہلیہ محترمہ نے جواب دیا:

اے خواجہ! تُو چہ میخواہی کہ فقرِ چندیں سالہ خود را باطل کنی! تو خاطر جمع دار من دو سیر ریسماں بدستِ خود رشتہ ام از اں مقدار جامہ خواہد شد کہ ترا فوطہ و مرا دامنے خواہد شد۔

اے خواجہ! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے اتنے برسوں کے فقر کو باطل کر لیں۔ آپ خاطر جمع رکھیں میں نے دو سیر سوت اپنے ہاتھ سے کات لیا ہے جس سے آپکا تہبند اور میرا دوپٹہ بن جائے گا۔ یہ جواب باصواب سن کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت مسرور ہوئے اور کوتوال کے پاس پہنچ کر کہا:

میں یہ نذرانہ قبول نہیں کر سکتا کیونکہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے اور بلا ضرورت کیوں لیا جائے۔ (سیر الاولیاء، ص ۱۵۷)

متوکل شہزادی

شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی تھی اس کا رشتہ ایک بادشاہ نے مانگا لیکن انہوں نے منظور نہیں کیا ایک دن شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غریب لڑکے کو دیکھا جو نہایت خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا وہ لڑکا نماز سے فارغ ہوا تو آپ اسے اپنے ہمراہ شاہی محل میں لے کر آئے اور اسی وقت اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا۔ شہزادی رخصت ہو کر شوہر کے گھر آئی تو اس نے ایک سُوکھی روٹی رکھی ہوئی دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ لڑکے نے کہا: رات بچ گئی تھی اور روزہ افطار کرنے کے لیے رکھ لی ہے، یہ سن کر وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹی۔

لڑکا بولا: میں پہلے ہی جانتا تھا بھلا بادشاہ کی بیٹی میری غربت و ناداری پر کیوں راضی ہوگی؟

وہ بولی: بادشاہ کی بیٹی غربت و ناداری پر ناراض نہیں ہے بلکہ اس لیے ناراض ہے کہ تم کو خدا پر بھروسا نہیں ہے اور مجھے اپنے والد پر بھی تعجب ہے کہ مجھ سے تمہارے متعلق یہ کہا کہ یہ لڑکا بڑا نیک اور پارسا نوجوان ہے، بھلا جس کو خدا پر بھروسا نہ ہو وہ نیک اور پارسا کیسے ہو سکتا ہے؟

نوجوان عذر کرنے لگا تو وہ بولی: عذر تو میں جانتی نہیں یا تو گھر میں میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی، نوجوان نے فوراً وہ روٹی خیرات کر دی۔

(تذکرۃ الاولیاء، ذکر شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ، ۱/ ۲۷۸)

اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کی شان سخاوت

ایک بار حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تھیلیاں چاندی سے بھری ہوئی اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بطورِ نذرانہ بھیجے، اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکم فرمایا: طباق لاؤ، خادمہ نے طباق پیش کر دیا تو فرمایا: غرباء و مساکین، یتیموں اور بیواؤں کے لیے منادی کرا دو کہ ابھی ابھی آئیں اور اپنا اپنا حصہ حاصل کر لیں، یہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے طباق بھر بھر کر مغرب سے پہلے پہلے ساری چاندی اور درہم بانٹ کر ختم کر دیئے، مغرب ہوئی تو فرمایا: کچھ کھانے کو لاؤ کہ روزہ افطار کروں، خادمہ نے روٹی اور روغن زیتون پیش خدمت کیا۔ آپ نے اس سے روزہ افطار کیا۔ خادمہ نے عرض کی: ام المؤمنین رضی اللہ عنہا آپ نے تمام مال بانٹ دیا اگر آپ ایک درہم کا گوشت منگالیتیں تو بہتر تھا، فرمایا: ہاں! اگر تم اس وقت یاد دلاتیں تو میں منگالیتی۔ (کیمیائے سعادت، فصل سخاوت، ۲/ ۶۴۲ و احیاء العلوم، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، ۳/ ۳۰۵)

سلف صالحین اور حقوق العباد

تنبیہ المغترین
امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سلف صالحین کی عادات مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حقوق العباد سے بہت ڈرتے تھے خواہ معمولی سی چیز مثلاً کسی کی خلال یا سوزن ہی ہو تو اس سے بھی ڈرتے تھے۔ خصوصاً جب اپنے اعمال کو نہایت کم سمجھتے تو ان کے خوف و کرب کی کوئی نہایت نہ ہوتی تھی کہ ہمارے پاس تو کوئی ایسی نیکی نہیں جسے خصم کو اس

کے حق کے بدلے قیامت کے دن دے کر راضی کیا جائے۔ بسا اوقات کسی ایک ہی مظلمہ کے عوض میں ظالم کی تمام نیکیاں لیکر بھی مظلوم خوش نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پوچھا:

اتدرون من المفلس من امتی یوم القیامۃ

کیا تم جانتے ہو کہ میری امّت میں سے قیامت کے دن مفلس کون ہوگا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس کے پاس درہم و دینار نہ ہو وہ مفلس ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المفلس من یاتی یوم القیٰمۃ بصیام وصلاۃ وزکاۃ وحج ویاتی وقد شتم ھذا و اکل مال ھذا وسفك دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت قبل ای یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرح علیہ ثم قذف فی النار

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث: 5281، ص 1384، باختلاف الالفاظ۔ تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم، ص 57)

یعنی مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ حج لے کر آئے اور اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی کا مال کھایا ہو، کسی کا خون کیا ہو، کسی کو مارا ہو (تو مدعی آجائیں اور عرض کریں کہ پروردگار اس نے مجھے گالی دی، اس نے مجھے مارا، اس نے میرا مال کھایا، اس نے میرا خون کیا) تو حق سبحانہ وتعالیٰ اس کی نیکیاں ان مدعیوں کو دے دے تو اگر نیکیاں ختم ہو جائیں کوئی نیکی باقی نہ رہے اور مدعی اگر باقی ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے۔ پھر اس کو دوزخ کا حکم دیا جائے گا اور وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یعنی حقیقت میں مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے روز باوجود نماز روزہ حج زکوٰۃ ہونے کے پھر وہ خالی کا خالی رہ جائے۔

حضرت عبداللہ بن انیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ کوئی دوزخی دوزخ میں اور کوئی جنتی جنت میں داخل نہ ہو جب تک وہ حقوق العباد کا بدلہ نہ ادا کرے۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم، ص 58)

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک نوجوان نے ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کی پھر ستر سال عبادتِ الٰہی میں شب و روز لگا تار ہا، دن کو روزہ رکھتا، رات کو جاگتا کسی سایہ کے نیچے آرام نہ کرتا، نہ کوئی عمدہ غذا کھاتا۔ جب وہ مرگیا، اس کے بعض بھائیوں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا عزوجل نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ خدا عزوجل نے میرا حساب لیا پھر سب گناہ بخش دیئے مگر ایک لکڑی جس سے میں نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر دانتوں میں خلال کیا تھا، اس کے سبب میں آج تک جنت سے محبوس ہوں۔ یعنی روکا گیا ہوں۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم، ص 58)

فائدہ: حدیث شریف میں اس کی تائید آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی رکھا ہے (1) اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں مخفی رکھا اور (2) اپنی ناراضگی کو نافرمانی میں اور (3) اپنے اولیا کو اپنے بندوں میں۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم، ص 58)

تو ہر اطاعت اور ہر نیکی کو عمل میں لانا چاہیے کہ معلوم نہیں کس نیکی پر وہ راضی ہو جائے گا اور ہر بدی سے بچنا چاہیے کیونکہ معلوم نہیں کہ وہ کس بدی پر ناراض ہے خواہ وہ بدی کیسی ہی صغیر ہو مثلاً کسی کی لکڑی کا خلال کرنا ایک معمولی سی بات ہے یا کسی ہمسایہ کی مٹی سے اس کی اجازت کے بغیر ہاتھ دھونا گویا ایک چھوٹی سی بات ہے مگر چونکہ ہمیں معلوم نہیں اس لئے ممکن ہے کہ اس برائی میں حق تعالیٰ کی ناراضگی مخفی ہو تو ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بچنا چاہیے۔

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کیال جو کہ غلہ جات کا ماپنے والا تھا اس نے اس کام سے توبہ کی اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوا جب وہ مرگیا تو اس کے بعض احباب نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ میرے

ماپ میں (یعنی اس ٹوپا میں جس سے غلہ ماپتا تھا) کچھ مٹی سی بیٹھ گئی تھی۔ جس کا میں نے کچھ نہ کیا تو ہر ٹوپا ماپنے کے وقت بقدر اس مٹی کے کم ہو جاتا تھا تو میں اس قصور کے سبب معرض عتاب میں ہوں۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم ص 58)

اسی طرح ایک شخص اپنی ترازو کو مٹی وغیرہ سے صاف نہیں کرتا تھا اسی طرح چیز تول دیتا تھا جب وہ مرگیا تو اس کو قبر میں عذاب شروع ہوگیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی قبر میں سے چیخنے چلانے کی آواز سنی تو بعض صالحین نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے عذاب کو دفع کیا۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم ص 58)

حضرت ابومیسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک میت کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور اس سے آگ کے شعلے ظاہر ہوئے تو مردہ نے پوچھا: مجھے کیوں مارتے ہو؟ فرشتوں نے کہا کہ تو ایک مظلوم پر گزرا، اس نے تجھ سے استغاثہ کیا مگر تو نے اس کی فریاد رسی نہ کی اور ایک دن تو نے بے وضو نماز پڑھی۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم ص 59)

شریح قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے:

ایاکم والرشوۃ فانہا تعمی عین الحکیم

کہ تم رشوت سے بچا کرو کہ رشوت حکیم کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم ص 59)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی حاکم کو دیکھتے کہ وہ مساکین پر کچھ تصدق کرتا ہے تو آپ فرماتے: اے صدقہ دینے والے تو نے جس پر ظلم کیا ہو اس پر رحم کر اور اس کی دادرسی کر کہ یہ کام صدقات سے بہت بہتر ہے۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم ص 59)

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پر ظلم کرے پھر اس گناہ سے نجات حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم ص 59)

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے کہ وہ مظلوم فوت ہو جائے اور اگر زندہ ہو تو اس سے معاف کرائے۔ حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات نمازی نماز میں اپنے آپ پر لعنت کہتا ہے اور وہ جانتا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا کہ وہ پڑھتا ہے:

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۸﴾ (پ12، ھود:18)

یعنی ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ اور وہ خود ظالم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے نفس پر بسبب گناہوں کے ظلم کیا ہوتا ہے اور لوگوں کے اموال ظلماً اس نے لیے ہوتے ہیں۔ اور کسی کی بے عزتی کی ہوتی ہے تو لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ اس کو بھی شامل ہوتی ہے۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مما خوفہم للعباد ص 59)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو ڈرتا نہیں؟ ایسے دن میں ظلم کرتا ہے جس دن قیامت قائم ہوگی اور جس دن تیرا باپ آدم علیہ السلام پیدا ہوا۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مما خوفہم للعباد ص 60)

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا سے کئی قومیں کثرت حسنات کے ساتھ غنی نکلیں گی اور قیامت میں مفلس ہوں گی کہ حقوق العباد میں سب حسنات کھو بیٹھیں گی۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مما خوفہم للعباد ص 60)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اگر تو ستر گناہ اپنے خالق کے، لئے ہوئے خالق کے دربار میں پیش ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو مخلوق کا ایک گناہ لے کر جائے۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مما خوفہم للعباد ص 60)

یعنی حقوق العباد میں سے ایک گناہ خدا تعالیٰ کے ستر گناہ سے بہت بڑا ہے۔ پیارے ناظرین غور فرماویں کہ بزرگانِ دین کو حقوق العباد کا کس قدر خوف تھا تو ہمیں بھی چاہیے کہ ان بزرگوں کے اتباع میں حقوق العباد سے بچتے رہیں اور حتی الوسع اپنی حیاتی میں حقوق العباد کی نسبت اپنا معاملہ صاف کر لینا چاہیے۔